اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو نبوت یا خلافت کے مقام پر فائز کرتا ہے وہ ان سے وعدہ کرتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍ستمبر ۱۹۶۷ء بمقام مری)

(غیر مطبوعہ)

☆ اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کے لئے دعاؤں کا ہتھیار ہمیں دیا ہے۔

☆ اپنی اپنی استعداد کے مطابق مجاہدہ اور تدبیر کو انتہا تک پہنچانا لازمی ہے۔

☆ اپنے وقت، موقع اور شرائط کے مطابق جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

☆ کسی وقت بھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طاقت سے پرے ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مادی طاقتیں ہم سے لے لیں اور اپنا پیار اور دعا ہمارے ہاتھ میں پکڑا دی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

سفرِ یورپ میں اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھ کر ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور یہ دیکھتے ہوئے کہ وہاں غلبۂ اسلام کے لئے امکانات واضح ہیں ہماری ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کا یہ اہم کام ہمارے سپرد کیا ہے لیکن ہم ہر لحاظ سے کمزور ہیں جہاں تک مادی طاقت کا سوال ہے ہمیں مادی طاقت نہیں دی گئی سیاسی اقتدار بھی ہمارے پاس نہیں نہ ہمیں ضروری سامانوں کی فراوانی حاصل ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس اہم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک ہتھیار ہمارے ہاتھ میں دیا ہے اور وہ ہتھیار دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو جن سے وہ پیار کرتا ہے اور جنہیں وہ اپنا قرب بخشتا ہے اور ان کمزوروں کو بھی جن پر اللہ تعالیٰ محبت کی نگاہ رکھے قبولیت دعا کا نشان دیتا ہے بعض دفعہ ایک انسان دعا کرتا ہے اور دوسروں سے بھی دعا کراتا ہے مگر وہ ناکامی کا منہ دیکھتا ہے اور آخر وہ خدا کے ایک بندے کے پاس پہنچتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے اور پھر وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نبوت یا خلافت کے مقام پر فائز کرتا ہے وہ ان سے وعدہ کرتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں گا اور اپنے وعدے کے مطابق جو وہ سامان اس کی کامیابی اور تمکنت دین کے لئے دیتا ہے ان میں سے ایک قبولیت دعا کا بھی ہوتا ہے۔

افریقہ سے مقامی احمدیوں کے قریباً روزانہ ہی خطوط آتے ہیں جو اپنے مقاصد کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں بڑی بڑی ضروریات کے لئے بھی اور معمولی معمولی تکالیف کے سلسلہ میں بھی

افریقہ میں یہ جو لکھنے والے ہیں میں ان کو توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ تم خود بھی دعا کرو اور خود اپنی ضروریات کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرو، ساتھ ہی میں بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔

قبولیت دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں اپنی محبت، محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت، اسلام کی محبت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت، احمدیت کی محبت اور خلافت کی محبت پیدا کرتا ہے حال میں ایک افریقن نوجوان کا خط مجھے ملا ہے کہ قریباً چار ماہ ہوئے میں نے آپ کی خدمت میں لکھا تھا کہ میرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائیں، اب آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے زندگی دے اور عمر والا ہو۔

لیکن باوجود اس کے کہ بعض بندوں کی دعائیں عام طور پر (اگر وہ سنی جانے کے قابل ہوتی) قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مقرب بندہ، بندوں کو خدا سے دور نہیں لے جاتا، وہ تو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ان پر کھولتا ہے اور ہر دم اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کا ہر بھائی خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق محبت کو قائم کرلے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں بھی سنے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ روک بن کے کھڑا نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ سے لوگوں کو بے نیاز نہیں کرتا، وہ ایک بت نہیں بن جاتا، جو یہ کہے کہ خدا تک جانے کی ضرورت نہیں میرے پاس آؤ میں تمہارے لے دعا کروں گا وہ قبول ہو جائے گی اس کے بالکل برعکس وہ ان کے ذہن میں یہ بات پورے زور کے ساتھ ڈالتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے وہ اس سے بولتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے لیکن بندہ خود اس سے دور ہو جاتا ہے اور اس سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس کی طرف نہیں جھکتا۔

تو خدا تعالیٰ کے بندے لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم خدا کو پہچانو اس کی معرفت کو حاصل کرو، اس کی صفات کو اپنے اندر منعکس کرو اور اس کا قرب حاصل کر کے اس سے محبت کا تعلق قائم کرو وہ انہیں خدا سے پھیر کر اپنی طرف متوجہ نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خود ہر ایک بندہ کی دعا کو سن سکتا ہے اور اس کی دعا کو قبول کر سکتا ہے۔

دنیا نہیں جانتی اور احمدی بھی جو اس مسئلہ کو سمجھتے ہیں وقتی طور پر بھول جاتے ہیں ابھی چند روز کی بات ہے راولپنڈی میں ایک احمدی دوست نے ایک ایسے نوجوان سے ملاقات کروائی جو ابھی احمدیت میں

شامل نہیں انہوں نے جب مجھے دعا کے لئے کہا تو میں نے انہیں یہی مسئلہ سمجھانے کی کوشش کی کہ تم خود دعائیں کرو اپنے ربّ سے مانگو، میں بھی دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیف کو دور کرے اس وقت بعض دوست بیچ میں بول پڑے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسئلہ پھر وہ ٹھیک طرح سمجھ نہیں سکے اس شخص کو جو علم ہی نہیں رکھتا کہ ہمارا ربّ کتنی قدرتوں والا، ہمارا ربّ کتنا پیار کرنے والا اور کتنی دعائیں سننے والا ہے۔ پہلے یہ سمجھانے کی ضرورت تھی اور ویسے تو ساری دنیا میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جن کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ تم اپنے ربّ کو پہچانو اور یہ نہ سمجھ لو کہ ہمیں خدا کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہمیں خدا سے مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں ایک بت کی، آدمی کی ضرورت ہے جو ہمارے اور خدا کے درمیان واسطہ بن جائے، ہمارے لئے وہ مانگے اور اللہ تعالیٰ سنے، اگر اس راہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کس طرح پیدا ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ کے جو بندے ہوتے ہیں اور جو عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہیں اور عاجزانہ راہوں کا سبق دیتے ہیں وہ بت نہیں بنا کرتے، وہ دوسروں کو خدا کا چہرہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو دعا کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ خود دعا کرنے کی ضرورت نہیں، خود ملک بننے کی ضرورت نہیں، خود قرآن کریم کے نور سے منور ہونے کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ وقت کو جا کے کہو اور دعا قبول کروا لو، ایسے شخص کے لئے خلیفۂ وقت کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی رد کر دی جائے گی۔ کیونکہ یہ راہ تو خدا سے دور لے جانے کی راہ ہے خدا کے قرب کی راہ نہیں۔

لیکن خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق یہ مقام ضرور دیا ہے کہ اگر کسی اور کی دعا ردّ ہو جائے اور خدا فضل کرنا چاہے اور پیار کا مظاہرہ کرنا چاہے تو خلیفہ وقت کی دعا قبول ہو جائے گی باوجود اس کے کہ دوسروں کی وہی دعا ردّ ہو چکی ہے اور اگر خلیفہ وقت کی دعا اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی بناء پر رد کر دے اور اپنی منوانا چاہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں ملے گا کہ جو اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بات منوا لے۔ لیکن اصولاً دعا کا فلسفہ یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر وہ حیثیت بھی نہیں رکھتا جتنی ہمالیہ کے مقابلہ پر ایک چیونٹی۔ اللہ تعالیٰ بہت دفعہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور منواتا ہے۔ کوئی ہے دنیا میں جس کا زور اس پر ہو اور کہے کہ میں نے زبردستی منوانا ہے سوائے کسی پاگل کے، کوئی ایسا دعویٰ نہیں کر

سکتا، کوئی مجنون شاید اپنے جنون میں یہ دعویٰ کر دے۔ ذرا سی سمجھ والا انسان جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو نہیں کہہ سکتا کہ دنیا میں کوئی وجود ایسا ہے جو اپنے زور سے اللہ تعالیٰ سے بھی بات منوالے۔ کئی مذہبی پاگل ہوتے ہیں، کئی دنیوی پاگل ہوتے ہیں ایسے پاگل دنیا میں پائے جاتے ہیں لیکن جنون حقیقت میں قابل عمل تو نہیں ٹھہر سکتا حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز زبردستی نہیں لی جا سکتی جب وہ دیتا ہے تو یہ اس کا احسان ہوتا ہے جب وہ سنتا ہے تو یہ اس کا احسان ہے۔ جب وہ مانتا ہے اور دوستانہ تعلق کا اظہار کرتا ہے تو یہ اس کا احسان ہوتا ہے بندے میں کوئی خوبی نہیں ہوتی اور کبھی اپنی منواتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا۔

ہماری اسلامی تاریخ میں کئی ایسے بزرگ جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے ربّ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں گزرے ہیں کہ سالہا سال تک انہوں نے بعض دعائیں کیں اور ان کو جواب ملتا رہا کہ تمہاری نہیں سنی جائے گی لیکن وہ اپنے مقام کو پہچانتے تھے انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ جب ہماری سنی نہیں جاتی تو ہم جا کے دنیا کمائیں۔ انہوں نے کہا کہ سنی جاتی ہے یا نہیں سنی جاتی ہمارا مقام یہی ہے کہ ہم اپنے ربّ کی عبادت کرتے رہیں اور اس کی حمد کے ترانے گاتے رہیں اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا (جیسا کہ ایک مشہور قصہ ہے اس کی تفصیل میں میں نہیں جاتا) کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جتنی دعائیں تم نے آج تک کی ہیں سب قبول کی جاتی ہیں۔ جب ردّ کرنے پر آیا تو سالہا سال تک ردّ کرتا چلا گیا اور جب ماننے پہ آیا تو ایک منٹ میں سب مان لیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احسان، اس کے فضل اور اس کے پیار کا سلوک ہے ورنہ بندے کی اس میں کوئی خوبی نہ بندے کو اس پر کوئی فخر زیبا ہے تو وہ کبھی اپنے قادر ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور دعا کو ردّ کر دیتا ہے، کبھی وہ اپنے علام الغیوب ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور وہ بندے کو کہتا ہے کہ جو تم مانگ رہے ہو وہ تمہارے حق میں مفید نہیں، اس لئے میں تمہاری نہیں مانتا اور دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے اور بندہ سمجھتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھ پر بڑا ہی احسان کیا ہے کہ اس نے میری بات نہیں مانی کیونکہ اگر وہ میری بات مان لیتا تو مجھے نقصان پہنچ جاتا۔

آپ میں سے جو قبولیت دعا کا تجربہ رکھنے والے ہوں وہ میرے ساتھ اس بات کی گواہی دیں گے کہ بعض دفعہ ایک آدمی دعا کرتا ہے اور وہ قبول ہو جاتی ہے اور بعد میں انسان پچھتاتا ہے کہ یہ دعا کیوں کی عام دعا کرنی چاہئے تھی، خود کوئی مخصوص چیز نہیں مانگنی چاہئے تھی۔ کیونکہ تھوڑا الو، اگر عام دعا کی جاتی تو

زیادہ مل جاتا تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ دعا رد کر دیتا ہے اپنے پیار کے اظہار کے لئے ،بعض دفعہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کر لیتا ہے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ تمہیں تو غیب کا علم ہی نہیں ہے غلط باتیں تم مجھ سے مانگ لیتے ہو اور اگر میں مان لوں تو تھوڑا سا فائدہ تمہیں پہنچتا ہے اگر تم مجھ پر چھوڑتے تو پھر تمہیں اس سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔ اپنے بندوں سے اللہ تعالیٰ مختلف رنگ میں پیار کا سلوک کرتا ہے اور انہیں سبق دیتا ہے اپنے حسن کے جلوے بھی ان پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے احسان کے جلوے بھی ان پر ظاہر کرتا ہے۔

تو بنیادی چیز دعا کے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے بندہ زبردستی کوئی چیز اس سے لے نہیں سکتا، بہت دفعہ وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور منواتا ہے کیونکہ وہ قادر ہے بہت دفعہ وہ احسان کرتے ہوئے اپنے بندے کی مانتا اور اپنے پیار کا اس سے سلوک کرتا ہے کوئی شخص خود کو اس کے مقربین میں سے بت بنا کے اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتا اس کے بندے ’’کارے یک باشد‘‘ کا سلوک بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ (اپنی زندگیوں میں) اور اس کے بندے دعاؤں کے رد ہو جانے کے بعد بھی اپنے دلوں کو اس کی محبت سے لبریز اور سکون سپیُر پاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جو بھی اس نے ہم سے سلوک کیا ہے پیارا سلوک کیا ہے۔ ہم سے غصے کا، یا نفرت کا، یا حقارت کا یا قہر کا سلوک نہیں کیا کیونکہ ان کی زندگیوں میں یہی نظر آتا ہے۔ ساری عمر میں ان کا مشاہدہ یہی ہوتا ہے۔ کچھ اور ہیں جو یا تو اپنے ربّ کو پہچانتے نہیں یا اگر پہچانتے ہیں تو اس کی محبت کے جلووں سے بالکل غافل ہیں اور اپنی زندگیوں میں انہوں نے اس محبت کے جلوے کا کبھی مشاہدہ نہیں کیا۔ ان کو اپنے ربّ کی طرف، اپنے پیدا کرنے والے کی طرف، اپنے محسن کی طرف، اس کی طرف جس سے انسان سب کچھ پاتا اور جس کو چھوڑ کے ہر چیز ضائع کر دیتا ہے لانا ضروری ہے اور اس کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ خود مجاہدہ نہ کرو، خود قربانیاں نہ دو خود ایثار کے نمونے نہ دکھاؤ خود احکام الٰہی کے کار بند نہ بنو اور یہ سمجھ بیٹھو کہ کوئی پیر یا مرشد اور شخص جو ہے فقیر یا مجذوب تمہارے لئے خدا کے پاس جائے گا اور تمہارے لئے اس کی دعا قبول ہو جائے گی، یہ غیر معقول بات ہے اور غیر اسلامی، نہ عقل اسے تسلیم کرتی ہے نہ اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے۔ نبی کی دعا اسی کے لئے قبول ہوتی ہے کہ جو خود اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے والا ہو اور نبی کے ساتھ یکجائی ہو جائے، اس کا اپنا فکر اور تدبر کوئی نہ رہے محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت مثلاً صحابہ نے یہ رنگ اختیار کیا وہ چلتے پھرتے، حسب استعداد ایک نمونہ تھے

آنحضرت ﷺ کا۔ بالکل وہی رنگ، اسی نہج پر سوچنا، اسی راستہ پر خدا کی راہ میں قدم مارنا، کوئی فرق نہیں تھا۔ کیونکہ انہوں نے ”فنا فی الرسول“ کا مقام حاصل کر لیا تھا۔ تب خدا تعالیٰ طفیلی طور پر ان کی دعائیں قبول کر لیتا تھا اور بعض دفعہ اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے کہ تمہاری دعائیں جب قبول ہوتی ہیں تو طفیلی طور پر قبول ہوتی ہیں ان کی دعائیں تو رد کر دیتا تھا، لیکن وہی دعا جب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے ربّ سے مانگتے تھے تو وہ قبول کر لیتا تھا تا کہ ان لوگوں کو پتہ لگے کہ اس پاک اور مقدس وجود کے مقابلہ پر کھڑا نہیں ہونا، کیونکہ تمہیں روحانیت میں جو کچھ ملا ہے وہ طفیلی طور پر ملا ہے۔ ایک حد تک چھوٹے پیمانے پر خلفاء وقت کا بھی یہی حال ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ انہوں نے لیا ہوتا ہے وہ اپنے رسول متبوع سے لیا ہوتا ہے جس کے وہ نائب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی طفیلی طور پر ان پر اپنا فضل کر رہا ہوتا ہے۔ ہمیں امت مسلمہ میں جو کچھ ملتا ہے حقیقت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے طفیل ملتا ہے۔ کوئی شخص آپ ﷺ سے آزاد ہو کر کوئی روحانی رتبہ یا مقام حاصل کرے یہ ناممکن ہے۔ ہماری پہلی تاریخ میں ایسا نہ کبھی ہوا نہ آئندہ کبھی ہو سکتا ہے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی کسی برکت کی امید رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے آپ کو طفیلی بنائے۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۶۵ حاشیہ نمبر ا) کہ برکت کا منبع انسان کے لئے اس دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے آپؐ کو چھوڑ کے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا خواہ کوئی ایک عام مسلمان ہو خواہ کوئی ولی اللہ ہو خواہ وہ مجدد ہو خواہ کوئی ظلی نبی ہو خواہ کوئی اس نبی کا خلیفہ ہو، خلیفہ وقت کو بھی جو کچھ ملتا ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں، آپؐ کے ظل کی حیثیت سے آپؐ کے سلسلہ کے ایک نائب کی حیثیت سے ملتا ہے، آزادانہ طور پر کچھ بھی نہیں ملتا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی دنیا کو خدا کی طرف بلایا تھا اور کوئی ایسی بات نہ کی تھی، نہ دعا کے میدان میں نہ کسی اور میدان میں جو دنیا کو خدا سے دور لے جانے والی ہو تو جن کو محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور آپؐ کے ظل کی حیثیت سے مل رہا ہے وہ اس طرح اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں یا اس مقام کو اپنا سکتے ہیں کہ وہ بندے اور خدا کے درمیان حائل ہو جائیں۔

تو یہ نکتہ میں دراصل اس نوجوان کو سمجھانا چاہتا تھا جو ابھی احمدیت میں داخل نہیں ہوا کہ یہ نہ سمجھو کہ میں بڑا آدمی یا انسان ہوں یا کوئی اور بندہ دنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم تو خدا سے دور بھاگو اور تمہارے

لئے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور نعمتوں کی جھولیاں بھر کے لائے اور تمہاری گود میں ڈال دے، پھر لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی، پھر تو وہ دنیا کی عیش میں یا دنیا کے دھندوں میں مبتلا رہیں گے اور مطمئن بھی ہوں گے کہ جب ضرورت پڑی فلاں واسطہ ہے ہم اپنا مطلب اس کے ذریعہ حاصل کرلیں گے۔

یہ واسطے اسلام نے ہمیں نہیں بتائے نہ اسلام انہیں صحیح اور درست سمجھتا ہے ہر ایک کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق مجاہدہ اور تدبیر کو اپنی انتہا تک پہنچانا لازمی ہے اور بہت دفعہ جب ایک انسان اپنی استطاعت کے مطابق اپنے مجاہدہ کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے تب بھی وہ ناکامی کا منہ دیکھتا ہے تب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ذریعہ احسان کرتے ہوئے، دعا کو قبول کرتا اور کامیابی کا راستہ اسے دکھا دیتا ہے تا یہ بندہ اپنے ربّ کو پہچانے۔ یہ خیال کرنا کہ تدبیر اور مجاہدہ اور قربانیاں اور ایثار تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دکھایا نہ جائے، لیکن کسی کے ذریعہ سے جو چاہا حاصل کرلیا یہ بھی درست نہیں ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے ناچیز بندے کو (جیسا میں ہوں) جب ایک مقام پر فائز کرتا ہے تو اسے سمجھ بھی دیتا ہے کہ بات کرنے والے کی سمجھ کے مطابق اور عقل کے مطابق اس کو مسئلہ سمجھائے ایسے موقع پر کسی اور کا بیچ میں بول پڑنا اس بیچارے کے لئے مشکلات پیدا کرسکتا ہے اور اصل مقصد فوت ہوجاتا ہے ایسے موقع پر آرام سے بات سننی چاہئے اور بیچ میں بولنا نہیں چاہئے۔ باقی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دعا کا مسئلہ میرے لئے کوئی چھپا ہوا تو نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بیان کیا، قرآن کریم نے بڑا کھول کر اس کو بیان کیا۔ مثلاً ایک دوست نے بیچ میں کہہ دیا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (المومن: ۵۱) اور بالکل بے موقع اس آیت کو پڑھ دیا۔ ان کو میں نے کہا کہ اس آیت کے ایک معنی یہ ہیں کہ کافر کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کے خلاف کی گئی ہے وہ رد کر دی جاتی ہے اور رائیگاں جاتی ہے اور اس کے ایک اور معنی بھی ہیں کہ جس وقت کافر کو سزا دی جا رہی ہوگی اس وقت اس سزا سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو دعا وہ کرتا ہے وہ رائیگاں جاتی ہے، کیونکہ توبہ کا جو وقت تھا وہ اس نے کھو دیا اور توبہ کا وقت کھو چکنے کے بعد جزا کے میدان میں جو کچھ اس نے کیا تھا، وہ ساری چیز اس کے سامنے آ گئی۔ اس وقت ایمان بالغیب کا تو کوئی پہلو رہتا نہیں اور ایسے موقع پر توبہ قبول نہیں ہوا کرتی (اسے قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔) اس وقت وہ چاہے کتنی دعائیں کرے رد کر دی جائیں گی کیونکہ یہ بے

وقت دعائیں ہیں اس نے یہ ہنر سمجھا ہوتا کہ اپنے وقت اور موقع پر اس کے مطابق شرائط کو پورا کرتے ہوئے جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے ایسے کافر کا حال تو یہی ہے نا!! جیسے ایک لڑکا جس نے ایف۔ اے کا امتحان دیا تھا اور وہ فیل ہو گیا جب نتیجہ نکل آیا تو پھر اس نے دعا کرنی شروع کی کہ اے اللہ! مجھے اس امتحان میں پاس کر دے جس میں فیل ہو چکا ہوں، تو ایسی دعا کیسے قبول ہوگی؟؟؟ بے وقت کی دعا ہے یعنی وہ تو اس کی سزا کا وقت شروع ہو گیا ہے نا!!! شرمندگی کی سزا، ایک سال اور ضائع کرنے کی سزا، اگر اس نے پڑھنا ہے۔ تو ساتھ اس کے ماں باپ کو سزا کہ اس پر خرچ کرو تو ایسے موقع پر دعا نہیں قبول ہوا کرتی نہ ہوسکتی ہے۔ نہ اس دنیا میں ہماری عقل کہتی ہے مضحکہ خیز بات ہے ایسی دعا قبول نہ ہوگی اور اس دنیا کے متعلق بالکل بے معنی چیز ہے۔ چونکہ وہ دنیا ہماری نظروں کے سامنے نہیں۔ بعض دفعہ ہماری عقل میں وہ بات آتی بھی نہیں۔ لیکن بات وہی ہے کہ جب ایک واقعہ ہو گیا اور اس کے جو بدنتائج تھے ان کے بھگتنے کا زمانہ آ گیا، اس وقت اگر دعا کی جائے کہ اے اللہ مجھے پاس کر دے اور بدنتائج نہ بھگتوں تو یہ غیر معقول دعا، رد کی جانے کے قابل دعا اور رد ہو جانے والی دعا ہے، ایسی دعا نہیں قبول ہوتی۔ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (المومن:۵۱) پھر ایک کافر کی یہ دعا کہ ایک مومن بندے کے مجاہدہ کا اچھا نتیجہ نہ نکلے وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (المومن:۵۱) یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک سلسلہ کو قائم کرے اور ایک تحریک کو جاری کرے اور پھر جو اس پر ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان نہ رکھتے ہوں، وہ یہ تدبیر بھی کریں اور دعا بھی کریں کہ وہ سلسلہ کامیاب نہ ہو اور مومنوں کے مجاہدات اور قربانیوں کے وہ اچھے نتائج نہ نکلیں جو عام طور پر اللہ تعالیٰ نکالا کرتا ہے ایسی دعا کو وہ نہیں سنتا بلکہ ایسی دعا کے متعلق فرماتا ہے کہ پرے رکھو، یہ میرے بندے ہیں اور میری راہ میں کوشاں ہیں میں ان کی کوششوں اور مجاہدات کا بہترین نتیجہ نکالوں گا اور ان کو بہترین جزا دوں گا۔ تم اگر دعائیں کرتے ہوئے اپنی ناک بھی رگڑ لو تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا یہ ہے مطلب وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (المومن:۵۱) لیکن وہ شخص جو اپنے خدا کو پہچانتا نہیں جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے ربّ کو پہچانو، خود مجاہدہ کرو خود دعا کرو جس حد تک تم دعا کے فلسفہ کو سمجھ سکتے ہو۔ جس حد تک تم دعا کی شرائط کو سمجھ سکتے ہو ان کے مطابق تم دعائیں کرو میں بھی تمہارے ساتھ دعا کروں گا۔ خدا کرے کہ تمہارے اس ادھورے مجاہدہ اور کوشش کے ساتھ جب میری دعا شامل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اپنے فضل سے نہ

اس لئے کہ اس پر ہمارا کوئی حق ہے انسان کا کوئی حق اپنے ربّ پر نہیں اور ہمارے ربّ کے سب حقوق ہم پر ہیں ان کو پہچاننا چاہئے اور دعا اپنی شرائط کے ساتھ کرنی چاہئے اور دعا جو ہے اس کے فلسفہ کو سمجھنا چاہئے اور دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قادر سمجھنا چاہئے۔ جو شخص خدا کو قادر نہیں سمجھتا اس کی دعا کیسے قبول ہوگی، کیونکہ وہ اپنی دعا میں اس ہستی کو مخاطب نہیں کر رہا جس کو ہم اللہ کہتے ہیں، جس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس میں نہ کوئی کمزوری ہے اور نہ کوئی نقص ہے۔

میں نے ایک واقعہ پہلے بھی بتایا ہے ہمارے ایک یا دو احمدی تھے وہ غلط طور پر قتل کے کیس میں ملوث ہو گئے میں نے تسلی کر لی تھی کہ وہ قاتل نہیں، لیکن ہمارے دنیا میں گواہوں پر فیصلے ہوتے ہیں ان کا نام مخالفوں نے رکھ دیا اور سیشن جج نے انہیں پھانسی کی سزا بھی دے دی، پھر ہائی کورٹ میں پھانسی کی سزا، پھر سپریم کورٹ میں پھانسی کی سزا قائم رہی۔ ان کے رشتہ داروں نے اس موقع پر کہ سپریم کورٹ نے بھی پھانسی کی سزا کو قائم رکھا تھا اور انہوں نے رحم کی اپیل کی تھی۔ مجھے خط لکھا اور اسمیں لکھا کہ اس مقدمہ کا یہ پس منظر ہے اور بڑا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ ان حالات میں رحم کی اپیل منظور ہو جائے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ دعا کریں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو قبول ہو جائے، انہوں نے اس کے اس طرح خطرناک حالات لکھے کہ قریب تھا کہ میری قلم یہ فقرہ لکھ جائے کہ اللہ کی جو رضا ہو اس پر راضی رہنا۔ یکدم پیچھے سے ایک غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا اور میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ کیا میں ایک احمدی کو یہ سبق دوں کہ اس قسم کے مایوسی اور ناامیدی کے حالات میں ہمارے ربّ کے پاس طاقت اور قدرت باقی نہیں رہتی اور میرے قلم سے جو فقرہ نکلنے لگا تھا اس کی بجائے میں نے یوں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات انہونی نہیں ہے اس واسطے مایوس نہیں ہونا چاہئے، چند روز کے بعد ان کی اپیل منظور کر لی گئی اور وہ بری کر دیئے گئے۔ اس کا اس دوست پر اتنا اثر تھا کہ انہوں نے مجھے خط لکھا کہ میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو آپ کا وہ خط دکھاتا رہتا ہوں کہ یہ دیکھو اس طرح دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کو قادر جاننا چاہئے کُنْ آخر سانس تک، مثلاً اس میں طاقت ہے کہ سارے ڈاکٹر کہہ دیں کہ یہ مریض مر جائے گا اور اس کا حکم آ جائے تو وہ شخص زندہ رہے گا۔ میں نے اپنی خلافت کے چھوٹے سے زمانہ میں کئی ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ ڈاکٹروں کی متفقہ رائے تھی کہ فلاں مریض مر جائے گا

مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہ بچ گیا۔

سات سات بچیاں ہوئی ہیں بچہ نہیں ہو رہا اب عام حالات میں کہیں گے کہ شاید میاں بیوی کے جسمانی اعضاء ہی کچھ اس قسم کے ہیں کہ لڑکی ہوگی اور وہ مایوسی کے عالم میں ہیں اور چھ سات بچے تو ویسے ہی ماں کے لئے پیدا کرنا اور ان کو پالنا بڑی کوفت کا کام ہے بڑی قربانی کا کام ہے لیکن پھر بھی ان کی خواہش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے تو لڑکا پیدا ہو جاتا ہے، یہاں بھی اور افریقہ میں بھی بعض ایسی مثالیں ہیں کہ دعا کروائی اور لڑکا ہو گیا، اس لئے نہیں کہ دعا کرنے والے میں کوئی خوبی تھی بلکہ اس لئے کہ جس سے مانگا گیا تھا اس میں ساری قدرت اور طاقت تھی۔

تو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق سمجھنا چاہئے کسی وقت بھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ کوئی چیز اس کی طاقت سے پرے ہے کونسی چیز ہے جو خدا کی طاقت میں نہیں ہے؟؟؟ تو دعا کرتے وقت اس کی طاقت کو پہچاننا چاہئے اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز میں اپنے کو اس کا محتاج سمجھنا چاہئے دعا کے لئے بڑی ضروری شرط ہے یہ!!! اسی واسطے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بوٹ کا ایک تسمہ اگر چاہئے تو یہ نہ سمجھنا کہ بوٹ کا تسمہ ایک چھوٹی سی چیز ہے ہم خود لے لیں گے بلکہ اس کے لئے بھی تم دعا کرو، کیونکہ اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل نہ کرے تو تم بوٹ کا تسمہ بھی حاصل نہیں کر سکتے اپنی طاقت اور زور اور کوشش کے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو تسمہ چاہئے بازار جائے تو راستہ میں کسی موٹر کے نیچے آ کر مر جائے ختم ہونے والی چیز ہے۔

تو ہر وقت خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھنا چاہئے چھوٹی سے چھوٹی چیز کے لئے بھی ہمیں اس کی مدد کی ضرورت ہے اور بڑی سے بڑی چیز کیلئے بھی ہمیں مدد کی ضرورت ہے۔ ہمارے لئے کوئی چیز بڑی ہے کوئی چھوٹی ہے مگر اس کے لئے ہر چیز ہی آسان ہے اس کے لئے تو چھوٹی بڑی کوئی چیز نہیں نہ!!! جب وہ دینے پر آئے تو ہمالیہ جیسی نعمتیں دے دے اس کے خزانہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا پھر وہ نہ دینے پہ آئے تو کہہ دے کہ جوتی کا تسمہ بھی نہیں دوں گا اس کی شان ہے جو چاہے کرے۔

تو اس کی قدرتوں پر یقین کامل اور اپنی احتیاج کا احساس کامل ہونا چاہئے اور یہ یقین ہونا چاہئے کہ یہ ضروری نہیں کہ اگر دعا رد ہو جائے تو اس سے ہمیں نقصان پہنچے گا، کیونکہ بہت سی دعائیں غلط طور پر مانگی جاتی ہیں ان کا قبول ہو جانا تکلیف دہ ثابت ہو سکتا ہے اور ان کا رد کیا جانا کوئی تکلیف نہیں دیتا، بلکہ اس شخص کے لئے بہتر ضرور ہوگا۔

تو ان ساری باتوں کو دعا کے متعلق ذہن نشین رکھنا چاہئے اور ہر احمدی کو اس بات پر یقین کامل رکھنا چاہئے کہ ہم بڑے کمزور ہیں ہم بڑے غریب ہیں، ہمیں کوئی اثر ورسوخ اور سیاسی اقتدار حاصل نہیں اور دنیا میں غلبہ اسلام کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے باوجود کہ لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:۲۸۷) وہ کون سی وسعت ہے جو اس نے ہمیں دی ہے؟ وہ دعا کی وسعت ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو روک لیا کہا کہ ہم تمہیں نہیں دیں گے اور کہا کہ یہ کام تمہارے سپرد کرتے ہیں، نکلو دنیا میں اور یہ کام پورا کرو، دنیا اس کام کو ان ہونا سمجھتی ہے اور ان ہونا یقین کرتی ہے (اپنی حماقت کے نتیجہ میں) لیکن اللہ تعالیٰ نے جس کا یہ وعدہ ہے کہ میں تمہارے ذمہ کوئی چیز نہیں لگاؤں گا جو تمہاری طاقت میں نہ ہو یہ کام ہمارے ذمہ لگا دیا تو ہمیں سوچنا چاہئے کیونکہ اس نے ہمیں عقل دی ہے کہ اس نے ہمیں کیا چیز دی ہے، کون سا ہتھیار ہے، جس کے ذریعہ ہم غالب آ سکتے ہیں؟ وہ ہتھیار دعا کا ہے۔ اس نے مادی طاقتیں ہم سے لے لیں اور اپنا پیار اور دعا ہمارے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا، کسی اور چیز کی تمہیں ضرورت نہیں ہے جاؤ اور دنیا پر اسلام کو غالب کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں، گھبراؤ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچا اور حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا کرے اور جو علوم ہمیں سکھائے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ وہ ہمارے ذہن میں ہمیشہ حاضر رہیں اور ہماری نسلوں میں وہ ہمیشہ محفوظ رہتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں پر مغفرت کی چادر ڈالے اور محبت اور پیار کا سلوک جو وہ آج تک ہم سے کرتا چلا آیا ہے آئندہ بھی اس کا اسی محبت اور پیار کا سلوک ہمارے ساتھ رہے۔ (آمین)

☆......☆......☆